حصہ غزل

Web version of PECTAA
Not for Sale

میر تقی میر

(۱۷۲۳ء - ۱۸۱۰ء)

میر محمد تقی نام اور میرؔ تخلص تھا۔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد سیّد علی تقی ایک درویش منش انسان تھے اور تصوف سے بہت گہرا تعلق رکھتے تھے۔ میرؔ کے والدین ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

اس سانحہ کے بعد میرؔ آگرہ کو خیر باد کہ کر دہلی آ گئے۔ دہلی میں اپنی سوتیلی والدہ کے بھائی سراج الدین احمد خاں آرزو (جو خود بھی فارسی کے بہت بڑے عالم، لغت نویس اور شاعر تھے۔) کے پاس ٹھہرے، مگر جلد ہی آگرہ واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ آگرہ میں گزارا اور پھر دہلی تشریف لے آئے۔ مختلف اُمرا کے درباروں سے منسلک رہے اور تنخواہ پاتے رہے، مگر وہ زمانہ سخت تباہ حالی اور بدامنی کا تھا، لہٰذا میرؔ صاحب کہیں ٹِک کر ملازمت نہ کر سکے۔ بہت سے شعرا سلطنتِ اَوَدھ کی خوش حالی اور آرام طلب ماحول کے باعث لکھنؤ جا کر آباد ہو رہے تھے۔ میر بھی نواب آصف الدولہ کی دعوت پر لکھنؤ چلے گئے مگر وہاں اپنی طبعی خود پسندی کے باعث جلد ہی دربار سے علیحدہ ہو گئے۔ آخری عمر تنگ دستی میں گزری۔ لکھنؤ میں وفات پائی۔ تدفین بھی وہیں ہوئی۔ ان کی قبر کے کتبے پر ان کا یہ شعر کندہ ہے:

سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میر کو "خدائے سخن" کہا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے عہد کی تمام مروّجہ اصنافِ سخن قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، مرثیہ، واسوخت اور غزل میں طبع آزمائی کی لیکن بنیادی طور پر ان کی پہچان غزل گوئی ہے۔ میرؔ کے ذاتی تجربات، ان کے گرد و پیش اور خاندان میں جاری صوفیانہ روایت نے ان کی اُردو غزل کو منفرد رنگ بخشا۔ میرؔ کی غزل میں احساس کی شدّت، مشاہدے کی وسعت، سادگیِ بیان، بے ساختگی، رمز و ایمائیت، موسیقیت و ترنّم، تجربے کی گہرائی اور قدرتِ ادا کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ میرؔ کی عظمت کو بعد کے تمام شعرا نے تسلیم کیا ہے، جیسا کہ مرزا غالبؔ نے کہا ہے:

ریختے کے تمھی استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

میرؔ کی تصانیف میں چھے دیوان (اُردُو)، ایک دیوان (فارسی)، اُردُو شاعروں کا ایک تذکرہ "نِکات الشعرا"، ان کی آپ بیتی "ذکرِ میرؔ" (بزبانِ فارسی) اور چند متفرق رسائل شامل ہیں۔

Web version of PECTAA
Not for sale

سبق:۱۸

غزل

تدریسی مقاصد:

- طلبہ میں میرؔ کی غزل کے حوالے سے تنقید اور تحسین کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- طلبہ کو شعری اصطلاحات اور صنائع بدائع سے آگاہ کرنا۔
- میرؔ کے عہد کی ثقافت، معاشرت اور تاریخ کو سمجھنا۔
- طلبہ کی تخلیقی، جذباتی، نفسیاتی اور تنقیدی صلاحیتوں کو ابھارنا۔

پتّا پتّا بُوٹا بُوٹا، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

لگنے نہ دے بس ہو تو اس کے گوہرِ گوش کو بالے تک
اس کو فلک چشمِ مہ و خور کی پُتلی کا تارا جانے ہے

عاشق سا تو سادہ کوئی اور نہ ہوگا دنیا میں
جی کے زیاں کو عشق میں اس کے اپنا وارا جانے ہے

چارہ گری بیماریِ دل کی رسمِ شہرِ حُسن نہیں
ورنہ دلبرِ ناداں بھی اس درد کا چارا جانے ہے

مہر و وفا و لطف و عنایت ایک سے واقف ان میں نہیں
اور تو سب کچھ طنز و کنایہ رمز و اشارا جانے ہے

تشنۂ خوں ہے اپنا کتنا میرؔ بھی ناداں تلخی کش
دم دار آبِ تیغ کو اس کی آبِ گوارا جانے ہے

(کلیاتِ غزلیاتِ میرؔ)

Web version of PECTAA
Not for sale

مشق

ا۔ مندرجہ ذیل کے مختصر جواب دیں:

(الف) میرؔ کے نزدیک کون اس کے حال سے واقف نہیں؟

(ب) شہرِ حُسن کی رسم کیا ہے؟

(ج) اس غزل کی ردیف لکھیں اور قوافی کی نشان دہی کریں۔

(د) ''اور تو سب کچھ طنز و کنایہ رمز و اشارہ جانے ہے'' کے مصرعے میں طنز و کنایہ اور رمز و اشارہ کی وضاحت کریں۔

(ہ) میرؔ کے خون کا پیاسا کون ہے اور میرؔ ''آبِ تیغ'' کو ''آبِ گوارا'' کیوں سمجھتے ہیں؟

۲۔ مصرعے مکمل کریں:

(الف) جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے ______ تو سارا جانے ہے

(ب) چارہ گری بیماریِ دل ______ نہیں

(ج) ______ ایک سے واقف ان میں نہیں

(د) اس کے فلک چشمِ مہ و خُور کی ______ کا تارا جانے ہے

(ہ) تشنۂ خوں ہے اپنا کتنا میرؔ بھی ناداں

۳۔ درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) عاشق سا تو کوئی اور نہ ہوگا دنیا میں:

(الف) پاگل (ب) دیوانہ (ج) ہوشیار (د) سادہ

(ii) جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے:

(الف) گلستاں تو سارا جانے ہے (ب) باغباں تو ہمارا جانے ہے

(ج) باغ تو سارا جانے ہے (د) گل چیں تو تمھارا جانے ہے

(iii) رسمِ شہرِ حسن نہیں:

(الف) چارہ گری کرنا (ب) مرہم رکھنا (ج) نظرِ کرم کرنا (د) التفات کرنا

(iv) ''پتا، بوٹا، گُل اور باغ'' کے الفاظ علمِ بیان کی رُو سے ہیں:

(الف) مجازِ مرسل (ب) کنایہ (ج) مراعات النظیر (د) صنعتِ تکرار

(v) تلخی کش سے مراد ہے:

(الف) تلخ بات کہنے والا (ب) کڑوی دوا پینے والا (ج) تلخی کو ناپسند کرنے والا (د) تلخی برداشت کرنے والا

Web version of PECTAA
Not for Sale

۴۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

تیغ رسم زیاں تشنہ چشم دم دار

۵۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معانی لکھیں:

چارہ گری رسمِ شہرِ حُسن لطف وعنایت
رمزو اشارا آبِ گوارا مہ و خور

۶۔ میر کی شاملِ کتاب غزل کو درست تلفظ، لحن اور آہنگ سے بآوازِ بلند پڑھیں۔

۷۔ درج ذیل شعر کی تشریح فکری اور فنی حوالے سے کریں:

لگنے نہ دے بس ہو تو اس کے گوہرِ گوش کو بالے تک
اس کو فلک چشمِ مہ و خور کی پُتلی کا تارا جانے ہے

۸۔ آپ نے میر تقی میر کی غزل پڑھی، آپ کو اس غزل میں سے کون سا شعر پسند آیا ہے؟ پسندیدگی کی وجہ بھی بتائیں۔

۹۔ میر تقی میر کی اس غزل میں سے ایسے شعر کی نشان دہی کریں جس میں "صنعتِ تکرار" کو برتا گیا ہو۔

مصرع: مصرع بامعنی الفاظ پر مشتمل وہ سطر ہے کہ اگر نثر میں ہو تو جملہ یا فقرہ کہلائے گا اور نظم یا غزل میں ہو تو مصرع۔ مصرع کے لیے موزوں ہونا ضروری ہے۔ شعر کے پہلے مصرع کو مصرعِ اولیٰ اور دوسرے کو مصرعِ ثانی کہتے ہیں۔ مثلاً:

ع یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا

شعر: دو مصرعے، جو ایک ہی وزن کے ہوں اور ایک خیال کو ظاہر کریں، شعر یا بیت کہلاتے ہیں۔ مثلاً:

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی ، یہ بھی ہیں جستجو کرتے

قافیہ: ہر شعر کے آخر میں ردیف سے پہلے آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً: غالب نے اپنی ایک غزل میں قوافی باندھے ہیں: ہُوا، دوا، ماجرا، مدعا، خدا، وفا، دعا، صدا وغیرہ۔

ردیف: اصطلاحِ شعر میں قافیے کے بعد آنے والے وہ لفظ یا ایسے الفاظ جو جوں کے توں بار بار دہرائے جائیں، ردیف کہلاتے ہیں۔ مثلاً:

اب تو کچھ اور ہی اعجاز دکھایا جائے
شام کے بعد بھی سورج نہ بجھایا جائے

احمد ندیم قاسمی کے اس شعر میں "جائے" کا لفظ بطور ردیف استعمال ہوا ہے۔

۱۰۔ میرؔ کی اس غزل سے مطلع، مقطع، قافیہ اور ردیف کی مثالیں تلاش کریں۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- میرؔتقی میرؔکی اس غزل کے تمام اشعار زبانی یاد کریں اور اپنے ہم جماعت دوستوں کو صحتِ تلفظ، لے اور آہنگ سے سنائیں۔
- انٹرنیٹ سے میرؔ کی غزل پر فلمائی گئی ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر کے سنیں، دوستوں سے تذکرہ کریں اور اس کے جمالیاتی پہلوؤں سے محظوظ ہوں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو میرؔتقی میرؔ کی شخصیت، فن اور ان کے عہد کے سماجی، سیاسی اور تہذیبی پہلوؤں سے روشناس کرائیں۔
- دورانِ تدریس اور بعد از تدریس طلبہ سے سوانحی حالات کے بارے میں چند سوالات کریں۔
- طلبہ کو میرؔ کے کم از کم زبان زدِ خاص و عام اشعار نوٹ کرائیں۔
- طلبہ سے میرؔ کی غزل گوئی کے بارے میں گفت گو کریں۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

برائے اضافی مطالعہ

جس سر کو غرور آج ہے یاں تاج وری کا
کل اس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

زِنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی
اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

ٹک میرؔ جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغِ سحری کا

(میرتقی میرؔ)